میں تشنہ لب ہوں، مجھے علم کی شراب ملے		مرے نصیب میں عیشِ زمیں نہیں، نہ سہی
تری دعا سے جو دل کامیاب ہو جائے		نظر اٹھاؤں تو پانی شراب ہو جائے

اے ساقی

از جناب وجدی الحسینی صاحب بھوپالی

ہے اہلِ بزم کا برہم نظام اے ساقی		ہر ایک فرد ہے آتش بجام اے ساقی
حسین نورِ سحر ہے نہ شوخ رنگِ شفق		ہے صبح صبح نہ ہے شام شام اے ساقی
چمن پہ روحِ چمن پر اداسیاں ہیں محیط		ہیں پھول خار سبھی تشنہ کام اے ساقی
نظر میں جلوہ کشی ہے نہ دل میں شوقِ طرب		ہے ذوق بادہ نہ لطف خرام اے ساقی
مسرتوں کے لئے اب کہاں ہے وجہ جواز		تمام عیش و خوشی ہے حرام اے ساقی
سکوت اہلِ مہم، پردہ دارِ حزن و الم		رہا ہے کس کو مجالِ کلام اے ساقی
مگر ابھرنے سے پہلے نہ محو ہو جائے		ابھی ہے نقشِ جہاں ناتمام اے ساقی
ابھی تو رمزِ گلستاں کی شرح باقی ہے		گلوں کے لب پہ ہے مبہم پیام اے ساقی
غلط روئی خرد کو درست ہونے دے		ابھی ہے فکرِ بشر، فکرِ خام اے ساقی
دلِ سیاہ میں جو کچھ ہو، ہو مگر پھر بھی		ابھی ہے شوق سجود و قیام اے ساقی
زبان کفر سے آلودہ گو رہی لیکن		ابھی ہیں وردِ صلوٰۃ و سلام اے ساقی
قدم قدم پہ ترے واسطے نیاز و خلوص		نظر نظر میں ترا احترام اے ساقی
زمانہ عہد نوی کے لئے ہے چشم براہ		ابھی ہے حاجتِ نظم و نظام اے ساقی
رہیں گی ظلمتیں چھائی ہوئی مگر کب تک؟		طلوع صبح کا کر اہتمام اے ساقی
الٰہی خاطرِ اہلِ نیاز رہنے دے		الٰہی یہ سلسلۂ غم دراز رہنے دے